ڈاکٹر امبر یاسمین
استاد شعبۂ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

سلطان العارفین اور مولانا روم: دو آفاقی شاعر

Dr. Amber Yasmin
Assistant Professor, Department of Persian, National University of Modern Languages Islamabad

Sultan-ul-Arfeen and Mulana Rumi: Two Spiritual Poets

Sultan ul Arfeen and Maulana Rumi are renowned spiritual poets. Although they both have the same nobility and popularity, there is a huge difference among two of them. Sultan Bahoo existed in 1039 Hijri while Maulana Rome was the poet of 604 Hijri. Both personalities had already been announced as Sufi before their birth. As the mother of Sultan Bahu had already known this reality so she gave the name "Bahu" to her child after birth. While Maulana Rumi was given good news in dream that a person will come into his life for your spiritual training who will take him to the level of knowledge and perfection. A coincident meeting with a fascinator "named Shams Tabrezi" was the turning point in Maulana's life. They both worked on the same subjects of Sufism and mysticism .One is the Arif e Rabbani, Shahbaze Lamakani or Sultan ul Arfeen while the other is Sufi e Safi and Peer e Rome .There are blessings and hope in their message for depressed and hopeless people.

Key Words: *Bahoo, Maulana, Sufism and mysticism, Hou, Sabq e Iraqi, cognition, Heavenly gift, world desire, divine love, Self-purification*

سلطان العارفین اور مولانا کے مقام کو سمجھنے کے لیے فلاسفر، ناقد او شاعر ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو احساسات عرفانی رکھتا ہو وہ ان دو شخصیات کے مقام و مرتبہ کا بآسانی ادراک کر سکتا ہے۔ اگرچہ دونوں عرفاء کے درمیان زمان و مکان کے طویل فاصلے حائل ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں فطری طور پر عارف اور طالب حق ہیں۔

عرفان کا اصلی جوہر اور منبع عشق ہے اور یہ وہ ودیعت ہے جو اللہ تعالیٰ عارف اور سالک کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور جس تک پہنچنے کے لیے وہ سیر و سلوک اور معرفت کی راہ اختیار کرتا ہے۔ پس واضح ہوا کہ عرفان و تصوف عشق کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتے۔ خدا اور اسکی تمام موجودات سے عشق ہی عرفان و تصوف ہے۔ جیسا کہ سعدی شیرازیؒ نے فرمایا:

به جهان خرم از آنم که جهان خرم از وست
عاشقم بر همه عالم که همه عالم از اوست[۱]

ترجمہ: "میں اس وجہ سے دنیا میں خوش ہوں کہ یہ تمام دنیا خدا کی وجہ سے شاد اور آباد ہے- اور میں اس دنیا کا عاشق اسی لئے ہوں کہ یہ اسکی بنائی ہوئی ہے-"

مولانا خود بھی اپنی مثنوی کو دکان وحدت حق شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مثنوی ما دکان وحدت است
غیر واحد هر چه بینی آن بت است[۲]

ترجمہ: "ہماری مثنوی توحید کی دکان ہے- اس یکتا کے علاوہ اور جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ بت ہے-"

مولانا رومی اور سلطان باھو اس بات کے معتقد ہیں کہ تمام موجودات دنیا ایک ہی جوہر کے زیر اثر ہیں اور وہ جوہر واحد اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے:

جنبش کف ها ز دریا روز و شب
کف همی بینی و دریا نی، عجب
ما چو کشتی ها به هم بر می زنیم
تیره چشمیم و در آب روشنیم
ای تو در کشتی تن رفته به خواب
آب را دیدی، نگر در آب آب[۳]

ترجمہ: "مولانا اس دنیا کو دریا کی طرح سمجھتے ہیں جس کی خوبصورتی اور صاف پانی کو کف دریا نے پہنا کر رکھا ہے- کتنی حیرت کی بات

ہے کہ ہم دنیا کے ظاہری فریب کو تو دیکھتے ہیں لیکن اندر کی پاکیزگی کا
خیال نہیں کرتے - مولانا کی نظر میں ایسے لوگ تیرہ چشم ہیں - اسی
طرح مولانا کہتے ہیں کہ دنیا ایک کشتی کی طرح ہے -ہم انسانوں کی
مثال بھی دنیا میں اسی کشتی کی مانند ہے جو ایک دوسرے کی دیکھا
دیکھی خدا کی یاد سے غافل آنکھیں بند کئے دنیا کی رنگینی میں مست
اس کشتی میں سوار ہیں - اے انسان تم جو غافل اس کشتی میں سوار ہو
اپنے ارد گرد نگاہ ڈالو تو تمہیں پانی ہی پانی یعنی انوار رحمت اور خدا کی
رحمتیں نظر آئیں گیں - "

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) ۱۰۳۹ھ میں شور کوٹ میں پیدا ہوئے شور کوٹ پنجاب کے ضلع جھنگ کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت محمد بازید (رحمتہ اللہ علیہ) ایک صالح، حافظ قرآن اور فقیہہ شخص تھے اور مغلیہ خاندان کے فرمانرواشاہ جہان کے دور میں قلعہ شور کے قلعہ دار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی (رحمتہ اللہ علیہا) اولیائے کاملین میں سے تھیں۔

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نسب کے لحاظ سے اعوان ہیں اور مولا علی کرم (اللہ وجہہ) کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو الہامی طور پر بتا دیا گیا تھا کہ عنقریب آپ کے بطن سے ولی کامل پیدا ہو گا جو تمام روئے زمین کو اپنے انوار فیضان اور اسرار و عرفان سے بھر دے گا۔ ان کا نام "باھو" رکھنا۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے آپ کا نام، "باھو" ہی رکھا۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے اور آپ کے ابتدائی بچپن ہی آپ کا فیض جاری ہو گیا تھا"۔ [۴]

"آپ نے مروجہ ظاہری علم حاصل نہیں کیا کیونکہ اوائل عمری میں آپ واردات غیبی او فتوحات لاریبی میں مستغرق رہے جس کی وجہ سے آپ کو ظاہری علوم کی تحصیل کی فرصت نہ ملی - آپ فرماتے ہیں:

گرچہ نیست مارا علم ظاہر
زعلم باطنی جاں گشتہ ظاہر " [۵]

ترجمہ: "اگرچہ میں نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا تاہم باطنی علم
حاصل کر کے میں پاک و طاہر ہو گیا ہوں - اس لئے جملہ علوم بذریعہ
انعکاس میرے دل میں سما گئے ہیں"-

آپ نے ایک سو چالیس کے قریب کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں فارسی، عربی اور پنجابی کے آثار شامل ہیں - آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں یکم جمادی الثانی میں ۱۱۰۲ ہجری (۱۶۹۱عیسوی) میں وفات پائی اور آپ کا مزار

مبارک تحصیل شور کوٹ کے قصبہ گڑھ مہاراجہ کے نزدیک دریائے چناب کے غربی کنارے پر ایک گاؤں میں واقع ہے، یہ گاؤں آپ ہی کے اسم مبارک پر موضع سلطان باھو (رحمتہ اللہ علیہ) کے نام سے معروف ہے۔

مولانا روم کا نام "محمد" تھا، جلال الدین لقب، بعض تذکرہ نگاروں نے خداوند گار بھی لکھا ہے۔ عموماً مولانا روم، مولانای روم، یا صرف رومی کے نام سے معروف ہیں۔ مولانا ۶ ربیع الاول ۶۰۴ ہجری میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد بن حسین بن محمد خطیبی تھے اور بہاء الدین ولد کے لقب سے معروف تھے۔ وہ اپنے زمانے کے علامہ شمار ہوتے تھے۔ مولانا کی والدہ سلطان خوارزم شاہ کی بیٹی تھی۔ بہاء الدین ولد اکابر صوفیاء میں شمار ہوتے تھے۔ مجلس کرتے اور وعظ کہتے تھے۔ اہل بلخ کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ ۶۴۲ میں اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے اور اس طرح درس و تدریس و وعظ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بہاء الدین ولد کے شاگرد سید برہان الدین محقق (۶۳۸م، متوفی) نے سلوک و معرفت کے رموز سے آگاہ کیا۔ کئی ممالک کی سیاحت بھی کی۔

شمس تبریزی کون تھا؟ خدا کے بعد اس ایرانی صوفی نے رومی کی زندگی اور خیالات کا رخ ہی موڑ دیا- ان کی ملاقات مولانا سے اس وقت ہوئی جب رومی کی عمر ۳۷ برس اور شمس کی عمر ۶۰ سال تھی- ایک ہی ملاقات میں روحانیت نے اپنا کرشمہ دکھایا- شمس ایک خانہ بدوش درویش تھا جو گھومتا پھرتا قونیہ پہنچا تھا- وہ ایک شخص کی تلاش میں تھا جو اس کے خیالات کو جھیل سکے- اس وقت ایک غائبانہ آواز آئی "آپ کو جس کی تلاش ہے اس کا نام ہے قونیہ کا جلال الدین"۔ اس کے بعد شمس رومی بن گیا اور رومی شمس- مولانا روم شمس تبریزی کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ درس و تدریس اور فقہ کا کام چھوڑ کر فقیر و درویش ہو گئے اور پیر و مرشد کے زیر اثر عشق محبوب خداوندی میں مستغرق رہنے لگے۔ مولانا روم شمس کی آمد سے پہلے بھی تصوف و طریقت کی روح سے آشنا تھے اور ان کے دل میں تلاش حقیقت اور قرب خداوندی حاصل کرنے کا جذبہ خوابیدہ تھا۔ شمس تبریزی نے اس جذبے کو بیدار کیا۔[۶] یہ شمس تبریزی ہی تھے جس نے اپنے مرید کو اسرار و رموز طریقت کی تعلیم دی، قرب الٰہی سے آشنا کیا اور عشق حقیقی کے آداب سکھائے۔ شمس تبریزی کا اچانک مولانا کی زندگی میں آنا اور اسی طرح ایک روز اچانک غائب ہو جانا یقیناً یہی وہ مقام تھا جو قدرت کو مقصود تھا اور مولانا کی زندگی کا حاصل تھا۔ شمس کی جدائی نے مولانا کے سینہ میں وہ آتش روشن کی کہ آہ و نالہ، آتشین شعروں میں بدل گیا اور یہی سے مولانا کی آفاقی اور الہامی شاعری کا آغاز ہوتا ہے۔

مولوی هرگز نه شد مولای روم
تا غلام شمس تبریزی نشد

ترجمہ: "مولوی ہرگز مولانا روم نہ ہوتا اگر وہ شمس تبریزی کا مرید نہ ہوتا-"

مولانا رومی نے تقریباً ٦٦ برس کی عمر میں ٦٧٢ ہجری بمطابق ١٢٧٣ عیسوی میں وفات پائی- آپ کے معروف آثار میں دیوان شمس تبریزی، مثنوی معنوی،فیہ مافیہ (نثر) مکتوبات و خطبات (نثر) شامل ہیں۔

مولانا عاشق حقیقی تھے- آپ کے اشعار میں جو بظاہر شمس تبریزی کی جدائی میں کہے گئے ایک ایک لفظ میں خدا کی شان اور کبریایی بیان کی گئی ہے- اسی لئے آپکی شاعری کو الہامی شاعری کہا جاتا ہے-اسی لئے جامی نے رومی کی مثنوی کو فارسی میں قرآن کہا:

مثنوی معنوی مولوی

ھست قرآن در زبان پھلوی

اسی طرح سلطان باھو عاشق حق ہے۔ آپ کے اسم مبارک میں بے شمار رموز و اشارات موجود ہیں- باھو یعنی "خدا با او"۔ عارف ربانی، شہباز لامکانی یہ نام عجیب و غریب برکات کے حامل ہیں۔ جو بھی غیر مسلم آپ کے چہرہ پُر انوار پر نظر ڈالتا فوراً کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو (رحمتہ اللہ علیہ) کی شان اور ان کا مرتبہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا:

"جای کہ من رسیدم امکان نہ ھیچ کس را
شھباز لا مکانم آنجا کجا مگس را
عرش و قلم و کرسی و کونین راہ نہ یابد
افرشتہ ھم نہ گنجد آنجا نہ جا ھوس را

آپ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "قرب ذات حق کے جس مرتبے پر میں پہنچا ہوں، وہاں کسی اور کے پہنچنے کا امکان ہی نہیں ہے۔ میں لامکان کا شہباز ہوں۔ لامکان میں مکھیوں کی جگہ نہیں ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے عرش و قلم و کرسی تو کیا بلکہ دونوں جہان کو راہ نہیں ملتی۔ وہاں تو فرشتے کی گنجایش نہیں لہذا اہل ہوس وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں"۔ (٧)

مولانا کے اشعار کی خاص صفت اس کی داخلی موسیقی اور آہنگ ہے۔ سبک عراقی' کے اس عرفانی شاعر کے ہاں الہامی کیفیت کے ساتھ ساتھ ہنر و باریک بینی بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ مولانا کی غزل کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے جو ادبی اور فنی محاسن کے اعتبار سے لاجواب ہیں:

جانا نظری فرما چون جان نظر ھایی
چون گویم دل بردی چون عین دل مایی
تن روح بر افشاند چون دست بر فشانی
مرده ز تو حال آرد چون شعبده بنمایی
امروز چنان مستم کز خویش برون جستم
ای یار بکش دستم آن جا که تو آن جایی(۸)

ترجمہ: "اے میرے محبوب میری طرف نظر کرم کرو کیونکہ تم میری آنکھوں کی جان ہو اور یوں میرا دل لے گئے ہو کہ گویا تم میرے دل کی آنکھ ہو- تمہارے چھو لینے سے مردہ دلوں میں جان پڑ جاتی ہے، مردہ یوں حال میں آ جاتا ہے جیسے کوئی جادو ہو جائے- آج میں اتنا خوش ہوں کہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا- اے میرے محبوب میرا ہاتھ اپنی جانب کھینچ لے-"

ایسی ہی موسیقی اور آہنگ ہمیں سلطان باھُو کے ہاں بھی ملتا ہے۔ سبک عراقی والا لحن و سرور اور شعری تغزل سلطان باھُو کے کلام میں بھی موجود ہے۔

آپ کی شاعری میں ایک لحن انگیز مقدس لفظ "ھو" کا استعمال آپ کو تمام صوفی شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔

"ھو" کیا ہے؟ فقراء اور عارفین نے "ھو" کو اسم اعظم اور ذاکرین کا آخری ذکر قرار دیا ہے۔

سلطان العارفین(۱) "عین الفقر" میں "ھو" کی تعریف کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:

---

(۱) سبک عراقی (شعری اسلوب) درحقیقت ایک خاص شعری اسلوب ہے جس کا آغاز چھٹی صدی ہجری کے آواخر میں ہوا اور نویں صدی ہجری تک یہ اسلوب جاری رہا۔ اس سبک کا نام عجمی عراق کی وجہ سے سبک عراقی پڑا۔ لیکن یہ اسلوب صرف عجمی عراق تک محدود نہ رہا بلکہ اس کے نواح تک پھیل گیا۔ ابو الفرج رونی، سید حسن غزنوی اور جمال الدین اصفہانی اس اسلوب کے بنیادگر ہیں۔ کمال الدین اصفہانی، سعدی شیرازی، حافظ اس اسلوب میں شعر کہنے والے نمایاں شعراء ہیں۔ اس دور کی شاعری کے اہم مضامین فکری، فلسفی اور اخلاقی تھے ۔ غزل کا رواج اور شاعری میں عرفان و تصوف کی آمیزش اسی دور سے شروع ہوئی۔ سعدی، حافظ مولانا، رومی، خسرو، نظامی اور جامی اس اسلوب کے نمائندے ہیں۔ اس اسلوب کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ شعراء کے کلام میں عربی زبان کے استعمال کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت شعری ردھم اور موسیقی بھی موجود ہے۔

"اسم اللہ (جل جلالہ) کے چار حروف ہیں: ال ل ہ جب اسم اللہ سے الف جدا کیا جائے تو یہ "للہ" رہ جاتا ہے جب الف کے بعد پہلا ل بھی جدا ہو جائے تو یہ "لہ" رہ جاتا ہے اور جب دوسرا ل بھی جدا کر دیا جائے تو یہ "ھو" رہ جاتا ہے۔ اور یہ چاروں اسمائے اسم "اللہ، للہ، لہ" اور "ھو" اسم اللہ ذات ہیں:

ابتدا "ھو" انتہا "ھو" ھر کہ با "ھو" شود
عارف عرفان شود ھر کہ با "ھو" "ھو" شود(۹)

ترجمہ: "ابتدا بھی "ھو"، انتہا بھی "ھو" جو کوئی "ھو" تک پہنچ جاتا ہے، عارف ھو جاتا ہے اور "ھو" میں فنا ھو کر "ھو" بن جاتا ہے"۔

مولانا رومی اور سلطان باھو دونوں ہی عشق الٰہی میں غرق نظر آتے ہیں۔ دونوں ہی طالب حق ہیں۔ مولانا کا شمس تبریزی کی محبت میں مدہوش ہو کر سماع اور رقص کرنا اور پھر اس رقص کا "رقص صوفیانہ یا "رقص درویشاں" میں بدلنا حتی کہ سننے اور دیکھنے والے پر بھی حالت وجد طاری ہو جانا ایک بے اختیار عمل تھا۔ کہتے ہیں مولانا اکثر اوقات گلی اور کوچوں میں اپنے اصحاب کے ساتھ "رقص درویشاں" کی حالت میں دکھائی دیتے تھے:

بیا بیا کہ تویی جان جان سماع
بیا کہ سرو روانی بہ بوستان سماع
بیا کہ چون تو نبودست و ھم نخواھد بود
بیا کہ چون تو ندیدست دیدگان سماع
چو عشق دست آرد بہ گردنم چہ کنم
کنار در کشمکش ھم چنین میان سماع(۱۰)

مولوی (۱۳۸۵ش) ج ۳، ص ۱۲۳

ترجمہ: "آجاؤ آجاؤ کہ تم ہی میری جان ہو اور جان سماع بھی ہو۔ آجاؤ کہ میرے باغ سماع کے سر و رواں تم ہی ہو۔ آجاؤ کہ تم جیسا نہ کوئی تھا اور نہ ہی ہو گا۔ آجاؤ کہ جو سماع دیکھنے والے ہیں انہوں نے تم جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ جی اس کا عشق سر پر سوار تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔ میں سماع اور عشق کے درمیان کشمکش میں گرفتار ہوں ۔"

ایسی ہی بے قراری سلطان باھو کے ہاں بھی دکھائی دیتی ہے:

دل را ز درد دوری صد وجہ بیقراری
آرام گر نیابم، فریاد گریہ زاری
گویم کرا، حقیقت، واقف نہ راز حالم
حیران بسی بماندم، فریاد گریہ زاری
صد صد خیال در دل، آید ز درد دلبر
سوزم چنانچہ مجمر فریاد، گریہ زاری
ھو ھو بکن تو باھو، خواھی وصال دوست
من غیر وصل خوارم، فریاد گریہ زاری
در دل ھزار دردست، لیکن بہ کس نگویم
گویم کرا چہ جویم، فریاد گریہ زاری
سوزش بسی ست در دل، یار دگر ندارم
شب و روز بیقرارم، فریاد گریہ زاری(۱۱)

ترجمہ: "میرا دل دوری کی وجہ سے بہت بے قرار ہے اور جب قرار نہیں پاتا تو گریہ وزاری کرتا ہے- میں اپنے دل کا حال کسے سناؤں کہ کوئی بھی میرے حال سے واقف نہیں- میں حیران ہوں اور فریاد کرتا ہوں- میرے دل میں سو سو خیال آتے ہیں اور دلبر کی وجہ سے میں آتشدان کی طرح جل رہا ہوں اور فریاد و گریہ وزاری کر رہا ہوں- اے باھو تو وصال یار چاہتا ہے تو ھو ھو کر، اگر مجھے وصال حاصل نہیں ہوتا تو میں ذلیل و خوار ہوں اور اسی لئے گریہ وزاری کرتا ہوں- میرے دل میں ھزار دکھ ہیں لیکن میں اپنا حال کس سے کہوں بس گریہ وزاری کرتا ہوں- میرے دل میں بہت سوز ہے اور کوئی دوست بھی نہیں، دن رات بے قرار رہتا ہوں اور فریاد اور گریہ وزاری کرتا ہوں-"

دونوں درویش ہی قرب حق کے متلاشی ہیں۔ اور عاشق حقیقی کے لئے محبوب کا وصال ہی اسکے قلب و روح کی تسکین کا باعث ہوتا ہے، چنانچہ سلطان باھو فرماتے ہیں:

"حق تعالیٰ بالیقین حاضر نگر
چند ریزی از درون خون جگر
قرب حق نزدیک من حبل الورید
تو جمالش را نہ بینی بی بصر
چون حجاب ما و من آمد میان
زان سبب بینی بیابان بیشتر
یار دلبر خود ز خود نزدیک دان
ھان مشو از قرب جانان بی خبر"(۱۲)

ترجمہ: "اللہ کو پورے یقین کے ساتھ حاضر اور ناظر جانو- کب تک اپنے اندر خون جگر کو بہاتے رہوگے- خدا کا قرب میرے لئے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے- اگر تو اس کے جمال کو نہیں دیکھ سکتا تو، تو اندھا ہے- جب ہمارے درمیان حجاب حائل ہو گیا تو اسی وجہ سے تم جنگل اور بیابان میں پھرتے ہو- اپنے دلبر کو خود سے بھی زیادہ نزدیک جانو- خبردار اپنے محبوب سے بے خبر مت رہو-"

اسی طرح مولانا کے نزدیک عاشق اور معشوق کی ملاقات مبارک اور نیک تصور کی جاتی ہے اور عاشق کے لئے محبوب کا دیدار ہو جانے ہی میں اس کی حقیقی خوشی ہوتی ہے :

یارب چہ خجستست ملاقات جمالت
آن لحظہ کہ چون بدر براین صدر بر آیی
ھر جا کہ ملاقات دو یارست ، اثر توست
خود ذوق و نمک بخش وصالی و لقایی
معنی ندھد وصلت این حرف بدان
تا تو ننھي در کلمہ، فایدہ زایی(۱۳)

ترجمہ: "یارب یہ ملاقات کتنی مبارک ہے، اس لمحہ جب تم پورے چاند کی طرح اپنے جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہو- ہر وہ جگہ جہاں پر دو

دوستوں کی ملاقات ہو ، وہ تیری ہی تاثیر ہے- کتنی پر ذوق ، کتنی
خوبصورت اور فرحت بخش ہے- جب تک تم وصال کے معنی کو نہیں
سمجھوگے، توتم جان لو کہ تم کبھی بھی اس سے مستفید نہیں ہو سکوگے۔"

مولانا "مثنوی معنوی دفتر اول" میں فرماتے ہیں کہ اس دنیا کی حب اور ہوس ہمیں خدا سے نہیں غافل کر رہی ہے۔مال وزر اور زن وفرزند اس دنیا میں قید خانے ہیں:

"این جهان زندان و ما زندانیان
حفره کن زندان و خود را وا رهان
چیست دنیا از خدا غافل بدن
نی قماش و نقرهٔ و میزان و زن
باد درویشی چو در باطن بود
بر سر آب جهان ساکن بود"[۱۴]

ترجمہ: "یہ دنیا ایک قید خانہ اور ہم سب قیدی ہیں- اس قید خانے
میں سوراخ کرو اور خود کو اس کی قید سے آزاد کرو- یہ دنیا کیا ہے ؟
خدا کی یاد سے غافل ہو جانا–لباس، سونے چاندی اور عورت کے چکر
میں رہنا–جب درویشی رگ وجاں میں سما جائے تو پھر روح کے طلاطم
میں سکوں آجاتا ہے-"

سلطان باھو کے کلام میں بھی "ہوس دنیا" پر اسی طرح کے اشعار ملتے ہیں۔ان کے نزدیک جس نے دنیا کی ہوس کو ترک کر دیا، اس کے دونوں جان سنور جائیں گیں:

ادھی لعنت دنیا ں تائیں تے ساری دنیاں داراں ھو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ھو
پیوواں کولوں پتر کوہاوے بھٹھ دنیاں مکاراں ھو
جنہاں ترک دنیاں دی کیتی باھو لیسن باغ بہاراں ھو[۱۵]

سلطان باھو اور مولانا رومی کے اشعار ایک ایسا آسمانی ہدیہ ہیں جو نا امید، مصیبت زدہ اور غم کے مارے انسانوں کو زندگی کی ایک نئی امید دیتے ہیں۔ مولانا کی شاعری میں مختلف طبقات کی موجودگی جیسے بادشاہ، وزیر، صوفی، غلام، کنیز، مطرب، زرگر، طبیب، روستایی اور دیگر اس بات کا ثبوت ہیں کہ مولانا کو بادشاہوں اور امراء کی تحسین سے

کوئی سروکار نہیں۔ اس شاعر آسمانی کا پیغام یہ ہے کہ کینہ، حسد، دشمنی، بخل اور تنگ نظری کو اپنے دلوں سے دور کرو اور نیکی کو خدا کی رضا اور اپنے تزکیہ نفس اور شر سے اماں پانے کے لیے اختیار کرو:

"خیر کن با خلق، بھر ایزدت
تا برای راحت جان خودت
تا ھمارہ دوستی بینی نظر
در دلت ناید ز کین نا خوش صور"(۱۶)

ترجمہ: "خدا کی خاطر لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو یا پھر اپنے جان کو آسودہ کرنے لئے تا کہ تم ہمیشہ اچھے دوست بنا سکو اور تمہارے دل میں کینہ پیدا نہ ہو۔"

مولانا رومی کے نزدیک لوگوں کے مابین اختلاف غلط فہمی، عدم برداشت او مسائل کے درست سمت میں حل نہ ہونے کے باعث وجود میں آتے ہیں۔ جہان حاضر اور امت مسلمہ کچھ ایسے ہی مسائل سے دوچار ہے۔ جہاں انسان، انسان کا دشمن اور عظمت انسانی کو فراموش کر چکا ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں ایک بار پھر اپنے تزکیہ نفس کے لیے سلطان باھو اور مولانا رومی کے افکار اور آفاقی تعلیمات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ان صوفیاء کی تعلیمات کے مطابق ہمارے مسائل کا حل خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔

ناں رب عرش معلی اتے ناں رب خانے کعبے ھو
ناں رب علم کتابیں لبھا ناں رب وچ محرابے ھو
گنگا تیر تھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ھو
جد دا مرشد پھڑیا باھو چھٹے سب عذابے ھو(۱۷)

حوالہ جات

۱۔ سعدی، مصلح بن عبداللہ، کلیات سعدی، (بر اساس محمد علی فروغی) انتشارات کتاب آبان، تہران، ۱۳۸۵ش، ص ۶۸۰۔

۲۔ مولوی، جلال الدین، مثنوی معنوی دفتر ششم، انتشارات شرکت افست، تہران، ۱۳۶۰ش، ص ۸۴۷۔

۳۔ ایضاً، دفتر سوم، ص ۳۱۵۔

۴۔ باھو، حضرت سلطان، شمس العارفین، (مترجم سید امیر خان نیازی سروری قادری)، العارفین پبلیکشنز، لاہور ۲۰۱۵م، ص۱۵۔

۵۔ باھو، حضرت سلطان، ابیات باھو (پنجابی)، العارفین پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۰۳م ص۰۸۔

۶۔ احمد، ظہور الدین، ایرانی ادب، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۶م، ص ۱۲۵-۱۲۶۔

۷۔ باھو، حضرت سلطان، شمس العارفین (مترجم سید امیر خان نیازی سروری قادری)، العارفین پبلیکشنز، لاہور، ۱۹۹۳م، ص۱۹۔

۸۔ مولوی، جلال الدین، کلیات شمس تبریزی (شرح حال مولوی بقلم بدیع الزمان فروزانفر، (چاپ نوزدھم) ج ۳، انتشارات امیر کبیر، تہران، ۱۳۸۵ش، ص ۹۷۲۔

۹۔ باھو، حضرت سلطان، عین الفقر (مترجم سید امیر خان نیازی سروری قادری)، العارفین پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۱۷م، ص۷۱-۷۲۔

۱۰۔ مولوی، جلال الدین، کلیات شمس تبریزی (شرح حال مولوی بقلم بدیع الزمان فروزانفر، (چاپ نوزدھم) ج ۳، انتشارات امیر کبیر، تہران، ۱۳۸۵ش، ص ۱۲۳۔

۱۱۔ باھو، حضرت سلطان، دیوان باھو، ناشاد پبلشرز، کوئٹہ، ۱۹۹۸م، ص۳۸۔

۱۲۔ ایضاً، ص۲۸۔

۱۳۔ مولوی، جلال الدین، کلیات شمس یا دیوان کبیر، ج۶ (با تصحیح و حواشی بدیع الزمان فروزانفر، انتشارت دانشگاہ تہران، تہران، ۱۳۴۰ش، ص۸۔

۱۴۔ مولوی، جلال الدین، مثنوی معنوی (دفتر اول)، انتشارات شرکت افست، تہران، ۱۳۶۰ش، ص۳۸۔

۱۵۔ باھو، حضرت سلطان، دیوان باھو، ناشاد پبلشرز، کوئٹہ، ۱۹۹۸م ص۱۵۔

۱۶۔ مولوی، جلال الدین، مثنوی معنوی (دفتر چھارم)، انتشارات شرکت افست، تہران، ۱۳۶۰ش، ص ۵۰۷۔

۱۷۔ باھو، حضرت سلطان، دیوان باھو، ناشاد پبلشرز، کوئٹہ، ۱۹۹۸م، ص۱۷۔

References in Roman Script

1. Sadi, Musleh Bin Abdullah, S, Kuliyat Sadi, (Baras Muhammad Ali Faroghi), Intisharat Kitab Aban, Tehran, 1385, Page 680.
2. Molvi, Jalal ud Din, Matnvi Manvi Daftar sixth Intisharat Shirkat Afsat, Tehran, 1360 S, Page 784.
3. Ibid, Daftar Soum, Page 315.
4. Bahoo, Hazrat Sultan, Shams ul Arfeen, (Mutarjim Syed Ameer Khan Niazi Sarwari Qadri), Alarfeen Publications, Lahore, 2015 M, Page 15.
5. Bahoo, Hazrat Sultan, Abiyat Bahoo (Punjabi), Alarfeen Publications, Lahore, 2003M, Page 08.
6. Ahmed, Zahoor Ud Din, Irani Adab, Intisharat Markaz Tehqeeqt Farsi Iran wa Pakistan, Islamabad, 1996 M, 1996 M, Page 125-126.
7. Bahoo, Hazrat Sultan, Shams ul Aarfeen (Mutarjim Syed Ameer Khan Niazi Sarwari Qadri), Alarfeen Publications, Lahore, 1993 M, Page 19.
8. Molvi, Jalal ud Din, Kuliyat Sham Tabrezi (Shara Hal Molve Baqalm Badee uz Zaman Feroza Anfar (Chap Nozdham) Jild 3, Intisharat Ameer Kabir, Tehran, 1385 S, Page 972.
9. Bahoo, Hazrat Sultan, , Aaen ul Faqar (Mutrajum Syed Ameer Khan Niazi Sarwari Qadri), Alarfeen Publications, Lahore, 2017M , Page 71-72.
10. Molve, Jalal ud Din, Kuliyat Shams Tabrezi (Sharha Hal Molve Baqalam Badee uz Zaan Feroza Nafar, (Chap Nozdham), Jild 3, Entisharat Ameer Kabir, Tehran, 1385S, Page 123.
11. Bahoo, Hazrat Sultan, Dewan Bahoo, Nashad Publicationer Quetta, 1998M, Page 38.
12. Ibid, Page 28.
13. Molvi, Jalal ud Din, Kuliyat Shams ya Dewan Kabir, Jild 6 (Batasheh wa Hawashi Badi uz Zaman Feroza anfar, Entisharat Danishgah, Tehran, Tehran, 1380S, Page 8.

14. Molvi, Jalal ud Din, Masnavi Manvi (Daftar Awal), Entisharata Shirkat Afsat, Tehran, 1360S, Page 38.
15. Bahoo, Hazrat Sultan, Dewan Bahoo, Nashad Publicationer, Quetta, 1998M, Page 15.
16. Molvi, Jalal ud Din, Masnavi Manvi (Daftar Chaharam),Entisharat Shirkat Afsat, Tehran, 1360S, Page 507.
17. Bahoo, Hazrat Sultan, Dewan Bahoo, Nashad Publisher, Quetta, 1998M, Page 71.